ماہِ مبارک کا خیر مقدم اور رُوحانی استقبال

اللہ میاں سے محبت واُلفت کی باتیں

نماز، روزہ، عید الفطر، وصدقہ فطر کے عاشقانہ رُموز

﴿ مؤرخِ ملت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

کیا ایسا بھی کوئی مسلمان ہو سکتا ہے جو کلمۂ اسلام نہ جانتا ہو ؟

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کلمۂ اسلام ہے کیونکہ اسی پر اسلام کا مدار ہے !

اس کا عام ترجمہ یہ ہے :

'' نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ! محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں ''

ترجمہ بالکل صحیح ہے ! مگر کیا یہ کوئی کہاوت ہے، کوئی دوہا ہے کہ زبان سے رٹ لگائی جائے اور دل میں کچھ نہ ہو ؟ نہیں ایسا نہیں ! یہ کلمہ دل کے جذبہ کا ترجمان ہونا چاہیے ! یہ کلمہ ایک معاہدہ ہے ! اور اس معاہدہ کے مختلف درجے ہیں ، معاہدہ کا پہلا درجہ یہ ہے :

﴿ اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾ '' اللہ کا حکم ہے کہ مت عبادت کرو مگر صرف اُسی کی ''

یعنی ابتدائی اور سب سے پہلا درجہ تو یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس بات کا عہد ہے کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کسی کی عبادت اور پوجا نہ ہوگی ! اچھا تم کسی کو کیوں پوجتے ہو ؟

اس لیے کہ وہ مقصود ہے ! اس لیے کہ وہ مطلوب ہے !

اس لیے کہ وہ محسن ہے ! اس لیے کہ وہ محبوب ہے !

کیا یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ میں ہیں ؟

بے شک ہیں ! وہ رب العالمین ہے ! وہ ارحم الراحمین ہے ! اُس کا ارشاد ہے :

﴿ وَسِعَتْ رَحْمَتِىْ كُلَّ شَىْءٍ ﴾ ''میری رحمت ہر چیز پر عام ہے'' ! !

اُس کی یہی رحمت ہے اور اُسی رحمت کا مظاہرہ ہے کہ اُس نے اپنے کلامِ پاک میں اپنے لیے تقریبًا چھ سو جگہ اسم ''اللہ'' استعمال کیا ہے ! تو اس سے زائد یعنی تقریبًا سات سو آیتوں میں اس نے اپنے لیے لفظ ''رب'' کا خطاب اختیار فرمایا ہے ! یعنی ذات کا مظاہرہ اتنا نہیں جتنا شانِ ربوبیت کا ! ! !

وہ ﴿ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴾ (بندوں پر بہت زیادہ مہربان) ہے !

اس کا فرمان ہے ﴿ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾ '' مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا ''

وہ جس طرح نیکوکاروں کو بشارت دیتا ہے کہ ﴿ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ ''بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے'' اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ شفقت اور مہربانی کی بارش برساتے ہوئے خطاکاروں اور گنہگاروں کو اطمینان دلاتا ہے ﴿ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ ﴾ ''اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو''

فریضۂ عبادت کی حقیقت :

بے شک وہ اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْن بھی ہے ! مَلِکِ النَّاسْ (انسانوں کا بادشاہ) بھی ہے ! وہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن بھی ہے مگر فریضۂ عبادت کیا ایسا جبری اور قہری فرمان ہے جیسا جبار وقہار بادشاہوں کی طرف سے ہوا کرتا ہے ؟ اور اس بناء پر یہ نماز کیا ایک جبری ڈیوٹی ہے جو فوج کے سپاہیوں کی طرح لامحالہ جبرًا وقہرًا انجام دینی چاہیے ؟ یا پیغامِ محبت ہے اور راہ ورسم اُلفت ہے جو محبّ اور محبوب میں ہونی چاہیے ؟

قرآنِ حکیم بتاتا ہے کہ ایک مومن کا رشتہ خدا کے ساتھ محبت کا رشتہ ہے

﴿ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ﴾ ''جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی محبت میں بہت پکے ہوتے ہیں'' ان کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے ! !

اسی طرح ارشاد ہے ﴿ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ ''اور اللہ بھی نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے'' ! !

پنج وقتہ نماز میں اسی محبت کی سرگوشیاں ہوتی ہیں اَلْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ '' نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے''

کسی قدر تفصیل ملاحظہ فرمائیے غور کیجئے نماز میں چار ہیئتیں یا چار پوزیشن اختیار کیے جاتے ہیں

(۱) کھڑے ہوکر (۲) جھک کر (۳) زمین پر ماتھا ٹیک کر (۴) دوزانو بیٹھ کر

ان چار ہیئتوں (پوزیشنوں) میں کس مضمون کو دہرایا جاتا ہے ؟ وہ کیا تصور ہے جس کو بار بار پختہ کیا جاتا ہے ؟

غور فرمائیے ! ایک ہی تصور ہے جس کو ہر ایک ہیئت میں پختہ کیا جا رہا ہے ! یعنی اللہ کے رب ہونے کا تصور ! چنانچہ جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تولامحالہ پڑھنا پڑتا ہے

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴾

یہ کیا ہے ؟ ربوبیت ! رحمت ! ارحمیت کی یاد دہانی ! شفقت، مہربانی اور محبت کی پختگی، پیانِ اُلفت کی توثیق !

رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

ان تینوں پوزیشنوں میں مرکزی تصور جو مٹنے نہیں پاتا کیا رہا ؟ رب، ربوبیت، پرورش، بے انتہا شفقت ! جس کے لیے لازمی ہے بے انتہا محبت، اُلفت، عشق، وارفتگی عشق، وہ عشق جو تصورِ محبوب کو ہر چیز پر غالب کردے ! وہ عشق جو نا دیدہ محبوب کو بھی دیدہ بنادے ! اس طرح گویا وہ تجلی فرما ہے اور آپ اُس کے دیدار سے سرشار ہو رہے ہیں تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ یعنی محبوب رب العالمین کی تلقین یہ ہے کہ ''عبادت اس طرح کرو کہ گویا دیدارِ محبوب کر رہے ہو''

چوتھی ہیئت : دوزانو بیٹھنا، یعنی آداب بجالانے کے بعد مجلس میں حاضری ! یہاں جو کچھ بھی ہے ازاوّل تا آخر آدابِ محبت کی بجا آوری یا یہ کہو کہ مراسمِ محبت کا تبادلہ ! ملاحظہ فرمائیے :

آپ اپنی جانب سے بدنی، مالی اور ہر قسم کی تعظیمات، محبوبِ اکبر یعنی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں جب آپ یہ پڑھ رہے ہیں اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ (یعنی) ''تمام تعظیمیں تمام بدنی اور مالی احترامات صرف اللہ کے لیے ہیں'' اس پیش کش کا ثمرہ کیا ہے ؟

''سلام اور رحمت محبوب رب العالمین پر ! خود اِن پیش کرنے والوں پر
اور تمام صالح بندوں پر''

مختصر یہ کہ اِسی کلمۂ اسلام یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا دوسرا اسٹیج یعنی معنوی حیثیت یہ ہے کہ آپ عہد کر رہے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی مطلوب و مقصود نہیں، کوئی محبوب نہیں ! جس طرح اس کی شانِ ربوبیت اپنی شفقتوں، رحمتوں، مہربانیوں کے وسیع دامنوں میں ہم ناکاروں کو سمیٹے ہوئے ہے تو ہماری فطرت کے آبگینے بھی اسی نور سے تاباں اور درخشاں ہوکر اپنی عبدیت، والہانہ نیاز مندی اور عشق و محبت کی سرمستی اس کے آستانہ تقدس پر نچھاور کر رہے ہیں ! ! اور نہ صرف نماز میں بلکہ زندگی کے تمام لمحات میں ہمارا نصب العین یہ ہے :

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾

''بے شک میری نماز میری تمام قربانیاں، میرا جینا اور مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے''

بارھواں مہینہ :

گیارہ ماہ رات اور دن کے پانچ اوقات میں محبت و اُلفت کے اِن جذبات کو پختہ کرتے رہنے کے بعد ایک موسم آتا ہے جب ربِ اکبر اور محبوبِ حقیقی کی تجلیات نئے انداز سے نکھرتی ہیں یہ رُوحانیت کا موسمِ بہار ہے ! تمرد وعصیان کے خس وخاشاک، ظلم و گناہ کے جھاڑ جھنکار، طاغوتیت و شیطنیت کے خاردار درخت فنا تو نہیں ہوتے مگر یہ موسم ایسا ہے کہ رحمتِ خداوندی کی نئی نئی کلیاں چٹختی ہیں ! اندازِ نوازش کے سنبل وریحان شگفتہ ہوتے ہیں ! الطافِ خداوندی کے گلشنوں کی چمن بندی کی جاتی ہے ! اب کہاں ہے اُلفت ومحبت کا وہ متوالا ہے جو دن اور رات کے پانچ اوقات میں کھڑے بیٹھے ماتھا ٹیک کر اور پیشانی جھکا کر رب رب پکارا کرتا تھا وہ آگے بڑھے، محبوب کی عنایتوں اور اُس کی توجہات سے دامن پُر کرے ! ! !

ہاں یہ آرہا ہے عاشق پرست آرہا ہے ! محبوب سے تقرب کی تمنائیں لیے ہوئے آرہا ہے ! اب تک وہ رب رب پکار رہا تھا وہ رب کی ربوبیت کا صرف تذکرہ کر رہا تھا اب اس تقرب کے دور میں جامۂ ربوبیت کے زرّیں تاروں کو اپنے اُوپر سجا کر آرہا ہے۔

شانِ ربوبیت یہ ہے کہ اپنی حاجتوں سے بے نیاز ! دوسروں کے لیے حاجت روا ! یہ جس کو ''صائم'' کہتے ہیں آج وہ اسی شان سے جلوہ گر ہے ! یہ بات تو نہیں کہ محبوبِ حقیقی کی طرح اس کی فطرت ہر ایک حاجت سے بے نیاز اور ہر ایک آلائش سے پاک اور مقدس ہوگئی ہو ! رنگ اس نے وہی اختیار کر لیا ہے جو اپنی حاجتوں سے بے نیاز کا ہونا چاہیے ! اور یہ رنگ اِس پختگی سے اختیار کیا ہے کہ بند کمرے میں جہاں اس کے محبوبِ حقیقی کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں آبِ سرد کا جام وسبو[1] اور آج کل کے فیشن کے مطابق برف کی ٹھنڈی الماری (Refrigerator) اس کے سامنے ہے وہ اگر چاہے تو تنہائی میں پوری بوتل چڑھا کر اپنی تشنہ لبی دُور کر سکتا ہے ! شدید گرمی ہے باہر سے چل کر آیا ہے بدن سے بخارات نکل رہے ہیں ! زبان پر خشکی سے کانٹے پڑ رہے ہیں ! اور ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئی ہیں ! مگر کیا مجال کہ دو ایک قطرہ بھی حلق سے نیچے اُتار لے ! اگر وہ کُلی بھی کرتا ہے تو پوری احتیاط سے ! اس کا یہ اخلاص اس کے قدر دان محبوبِ حقیقی کو بھی پسند آتا ہے ! اُس نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی لسانِ نبوت سے بھی اس کو سند دے دی ہے اَلصَّوْمُ لِیْ ہاں بے شک یہ روزہ جو خلوت اور تنہائی کی تاریک کوٹھڑی میں بھی صداقت کے جلوے دکھا رہا ہے، بے شک میرے لیے ہے ! بے شک یہ میری ہی خاطر کھانا پینا اور اپنی تمام خواہشات ترک کیے ہوئے ہے ! روزہ دار کے اس اخلاص کی قدر افزائی یہ ہے کہ اس کی بھوکی پیاسی آنتوں سے ایک خاص مہک لیے ہوئے جو بو منہ سے نکلتی ہے ! یہ خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ طیب اور پاکیزہ ہے ! اور یہ سلسلۂ ثواب وانعام، ثواب وجزا کے تمام قوانین سے بالا صرف خدا تعالیٰ کی عنایتوں اور نوازشوں کے ساتھ مخصوص ہوگا یعنی قاعدہ تو یہ ہے کہ نیکی کا بدلہ دس گنے سے شروع ہو کر سات سو گنے تک پہنچتا ہے مگر روزہ دار کا اخلاص جس طرح اپنی شان نرالی رکھتا ہے اس کی جزا بھی نرالی ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ! ! مگر یہ شانِ ربوبیت کا صرف ایک پہلو ہے یعنی اپنی حاجتیں نظر انداز کر دینا ! !

---

[1] لبریز

لیکن شانِ ربوبیت کا دوسرا پہلو اس سے بھی اہم ہے یعنی دوسروں کی حاجتیں پوری کرنا ! رب العالمین کے پرستار، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے وِرد کرنے والے کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس کے دوسرے پہلو کو بھی اُتنا ہی نمایاں کرے ! وہ قوم وملت کی اجتماعی اور انفرادی صلاحیتوں پر نظر ڈالے اور پورے ایثار اور حوصلہ مندی سے یہ حاجتیں پوری کرے ! !

ارشاد ہے : تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ '' اللہ تعالیٰ کے جو اخلاق وخصائل ہیں وہ تم بھی اختیار کرو '' ایک روزہ دار اور با اخلاص روزہ دار کا فرض ہے کہ وہ حاجت روائی اور اِمداد واعانت کے سلسلہ میں اس ارشاد کا عملی نمونہ بن کر بارگاہِ محبوبِ حقیقی سے سندِ تحسین حاصل کرے ! عام طور پر اصحاب استطاعت اسی مہینہ میں فرض زکوۃ ادا کرتے ہیں ! بے شک یہ ایک پسندیدہ عمل ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی ہے کہ اس ماہ میں نفل اور مستحب کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب بدر جہا زائد ملتا ہے ! تو ظاہر ہے فرض زکوۃ کی ادائیگی اس ماہ میں بدر جہا زائد ثواب کا مستحق ہوگی ! مگر یہ ثواب تو صرف فرض کی حد تک ایک بات ہوگی جسے ایک قانون اور ضوابط کی کارروائی کہنا چاہیے ! عشق ومحبت کی وارفتگی تو قانون کی پابند نہیں ہوا کرتی ! !

عشق تا خام است باشد بستہ ناموس و ننگ

پختہ مغزانِ جنوں را کے حیا زنجیر پاست [۱]

دیکھو محبوب رب العالمین ﷺ جن کی محبت کا ہر مسلمان دم بھرتا ہے آپ پر تو زکوۃ کبھی بھی واجب نہیں ہوئی کیونکہ وجوبِ زکوۃ کے لیے حولان حول شرط ہے ! یعنی زکوۃ اُس وقت واجب ہوتی ہے جب مثلاً باون تولہ چاندی یا سات تولہ سونا یا اس کی قیمت کا تجارتی مال سال بھر تک رکھا رہا ہو ! اور سرورِ کائنات ﷺ کے تقدس کدہ میں سونا چاندی پورا سال تو کیا ایک رات بھی نہیں گزار سکتا تھا ! شانِ نبوت اس کو گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ اس کے '' کاشیانۂ توکل '' میں سونے چاندی کی قسم کی کوئی چیز ایک رات بھی رہ سکے اِلا یہ کہ وہ امانت ہو یا کسی مستحق کا واجبی مطالبہ ہو !

---

[۱] جب تک عشق میں پختگی نہیں ہوتی (عاشق کو) عزت وذلت کا خیال رہتا ہے، اور جو لوگ جنونِ عشق میں پختہ ہوجاتے ہیں اُن کے لیے شرم وحیا پاؤں کی زنجیر کب بنتی ہے۔

لیکن سامانِ زکوۃ سے اس درجہ احتیاط و اجتناب کے باوجود محبوب رب العالمین کی شانِ سخاوت یہ تھی کہ سال بھر اگر وہ بارش کی مثال پیش کرتی تھی تو رمضان شریف اور بالخصوص آخری عشرہ میں موسلا دھار بارش ہو جاتی تھی ! ! !

پس روزہ دار نے کھانا پینا بند کر کے جو شانِ ربوبیت کی نقل اُتاری تھی اُس کا دوسرا پہلو اور نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ شانِ حاجت روائی بھی زکوۃ اور صدقہ کی حدود میں محدود نہ رہے ! اس سے آگے بڑھے اور ایسی بڑھے کہ موسلا دھار بارش ہو جائے ! ! اور یہ بھی پرواہ نہ کرے کہ اس پر اصل زکوۃ بھی واجب ہے یا نہیں ! ! جو میسر ہو راہِ خدا میں خرچ کرے ! ! مگر یہ منزل بہت کٹھن ہے ! !

الا یا ایها الساقی اَدِر کاسا و ناولها
کہ عشق آساں نمود اوّل ولے اُفتاد مشکلها [1]

اچھا اس وقت ایک اور پہلو بھی اچھوتا نہ رہنا چاہیے ! ملاحظہ فرمائیے آپ جو دن اور رات میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا وِرد رکھتے ہیں۔رمضان شریف کے موقع پر جب شانِ ربوبیت کا ایک دامن آپ سنبھالے ہوئے ہیں تو ربوبیت کے ساتھ سُبُّوحیت کا مظاہرہ بھی ضروری ہے ! رب العالمین کی سُبُّوحیت یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے ! آپ کی سُبُّوحیت یہ ہے کہ جو گناہ دانستہ یا نادانستہ طور پر رات دن ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح ہوتے ہیں کہ باوجودیکہ بہت بڑے بڑے گناہ ہیں مگر ہمیں اِن کے گناہ ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا اس مبارک ماہ میں خصوصیت سے ہم ان سے تنزہ اور پاکیزگی اختیار کریں یعنی غیبت، جھوٹ، بدگوئی، بدکلامی، غصہ، ضد، ہٹ، طنز، طعن، تشنیع یہ سب ہی گناہ ہیں اور سخت گناہ ہیں ! ایسے گناہ ہیں کہ نیکیوں کو ختم کر ڈالتے ہیں ان میں سے بعض کو تو نیکیوں سے ایسا بیر ہے جیسے دیا سلائی کو سوکھی گھاس سے ! !

---

[1] اے ساقی پیالے کو مجلس میں گھما اور اہلِ مجلس کو دے کہ عشق شروع شروع میں تو آسان نظر آتا ہے لیکن آخر میں بہت مشکلات پیش آجاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق حسد انسان کے نیک اعمال کو اس طرح جلا ڈالتا ہے جیسے آگ کی چنگاری سوکھی گھاس کو ! غیبت کیا ہے ؟ قرآنِ پاک کی توضیح کے مطابق مردہ بھائی کا گوشت کھانا ! ! وہی حدیث مبارک جس میں روزہ دار کی یہ قدر افزائی ہوئی ہے کہ اس کو سند عطا کی گئی کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دُوں گا" اسی حدیث میں اس اجرِ عظیم کی وجہ اور علت کے طور پر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ "روزہ دار بدگوئی نہیں کرتا وہ چلاتا نہیں، سخت کلامی نہیں کرتا، غصہ نہیں ہوتا، کسی سے جھک جھک نہیں کرتا اور اگر کوئی اس سے جھک جھک کرنا بھی چاہے تو وہ خاموش ہو کر الگ ہو جاتا ہے ! یعنی اس آیت کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے

﴿ وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ﴾ (سُورۃ الفرقان : ٦٣)

"جب ان سے نادان خطاب کرتے ہیں تو یہ ان کی بیہودگی کے جواب میں سلامتی کی بات کہتے ہیں"

نیز ﴿ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا ﴾ (سُورۃ الفرقان : ٧٢)

"اور جب ایسے مقام سے گزر ہوتا ہے جہاں کھیل تماشے یا لڑائی جھگڑے کے لغو کام ہو رہے ہیں تو یہ (دامن سنبھال کر) شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں"

پس روزہ دار کے روزہ کا احترام جو خود اُس کو کرنا چاہیے یہ ہے کہ جس طرح اُس کا رب اس کا محبوبِ حقیقی ان عیوب و نقائص سے پاک ہے ! وہ بھی حسد، کینہ، بغض و عدوات، بدگوئی اور بدکلامی ، غیبت اور چغلی وغیرہ کے تمام رذائل سے بلند و بالا اور پاک و صاف رہے۔

(ہفت روزہ خدام الدین ۱۶ فروری ۱۹۶۲ء)

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سُنے اور پڑھے جا سکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org